آخری قسط　　ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی *

رسول اللہ علیہ ﷺ کے غزوات اور ان کے محرکات

حضور ﷺ کو اتنی بڑی فوج کے ساتھ قریش مکہ کے حملے کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ ان کی اکثریت اس رائے پر متفق ہوئی کہ مدینہ سے نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ ایک ہزار کا اسلامی لشکر تیار ہو کر نبیؐ کے گرد جمع ہو گیا۔ جب یہ لشکر مدینہ سے نکل کر تھوڑی دور پہنچا تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ہم خیال لوگوں کو لے کر مسلمانوں سے الگ ہو گیا اور جنگ میں شرکت سے منع کر دیا۔ نبی ﷺ سات سو صحابہ کو لے کر احد کی گھاٹی میں پہنچے اور وہیں ٹھہر گئے۔ آپ نے مدینہ کو سامنے اور احد کو پشت پر رکھ کر صفوں کو مرتب کیا۔ اسلامی لشکر کو حملہ کرنے سے قبل یہ تاکید بھی کر دی کہ تمہیں جن مقامات پر متعین کیا گیا ہے ان پر جمے رہنا اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا۔ اگر ہمیں قتل ہوتا ہوا بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لیے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو بھی اس میں شریک نہ ہونا۔[۲۰]

جنگ کا آغاز ہوا تو پہلے ہی وہلہ میں دشمن کی فوج پر افسردگی چھانے لگی اور اس کے بڑے بڑے سورما یکے بعد دیگرے مارے جانے لگے۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کو اس جنگ میں کامیابی مل جاتی، مگر بعض مسلمانوں کی غلط فہمی اور جلد بازی سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ انھوں نے اس درّہ کو چھوڑ دیا جس پر جمے رہنے کی حضور ﷺ نے تاکید کی تھی۔ دشمن نے پلٹ کر حملہ کر دیا، جس کی بنا پر اس جنگ میں ستر (۷۰) صحابہ شہید ہوئے اور تقریباً پچیس (۲۵) آدمی کافروں کے مارے گئے۔

مدینہ سے بنو نضیر کا اخراج

یہود کا دوسرا بڑا قبیلہ بنو نضیر تھا۔ یہ بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر آپؐ ان کے پاس گئے، انہوں نے آپ کو عزت واحترام سے بٹھایا، لیکن خفیہ طریقے سے اپنے آدمیوں کو چھت پر بھیج دیا، تاکہ اوپر سے آپؐ پر بھاری پتھر گرادیں اور نعوذ باللہ آپ کا کام تمام ہو جائے۔ حضور کو بروقت ان کی سازش کا علم ہو گیا اور آپ بغیر کسی کو بتائے وہاں سے چلے آئے۔ اس جرم کے نتیجہ میں حضورؐ نے بنو نضیر کو حکم دیا کہ دس دن کے اندر مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ بنو نضیر نے مدینہ چھوڑنے کی تیاری شروع کر دی، لیکن عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم خیال ساتھیوں نے ان کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر: شعبۂ دینیات، عالیہ یونیورسٹی، ۲۱ر حاجی محمد محسن اسکوائر، کولکاتا۔ ۷۰۰۰۱۶ (مغربی بنگال) انڈیا۔

ڈھارس بندھائی کہ تم کو یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں، تم ڈٹے رہو، ہم تمہاری مدد کے لیے ہر طرح سے تیار ہیں۔ اس پر بنونضیر کے سردار حی بن اخطب نے حضور کے پاس جوابی خبر بھجوائی کہ ہم یہاں سے ہرگز نہیں جائیں گے، آپ کو جو کرنا ہے کرلیں۔ حضور ﷺ نے محاصرہ کرلیا۔ جب یہودیوں پر معاملہ کی سنگینی ظاہر ہوئی کہ ہم بے موت مارے جائیں گے، عبداللہ بن ابی مدد کو نہیں پہنچ رہا ہے اور بنوقریظہ کے لوگ بھی، جو ہمارے ہم مذہب ہیں، مدد کو نہیں آرہے ہیں، تو وہ سرنگوں ہو گئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔ رسول ﷺ نے اب بھی وہی بات کہی کہ تم مدینہ چھوڑ کر چلے جاؤ، جاتے ہوئے سوائے ہتھیاروں کے جتنا سامان لے جاسکتے ہو، لے جاؤ۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ لوگ یہاں سے نکلے تو کچھ لوگوں نے خیبر اور کچھ لوگوں نے شام کا راستہ اختیار کیا۔[۲۱]

غزوۂ خندق میں قریش اور ان کے اتحادیوں کی شکست

بنونضیر جلاوطن ہو کر خیبر میں آباد ہو گئے تھے۔ وہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے منصوبہ بند کوشش کرنے لگے۔ انھوں نے قریش مکہ کو ہر طرح کا تعاون دینے کا یقین دلایا، یہاں تک کہ ایک فیصلہ کن جنگ کرنے پر انہیں آمادہ کر لیا۔ یہودیوں نے غطفان اور دیگر اسلام دشمن قبائل کی شرکت کو اس جنگ میں یقینی بنانے کے لیے معاہدے کیے۔[۲۲]

رسول اللہ ﷺ کو متحدہ محاذ کی خبر ملی تو آپ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ اسلام دشمن طاقت کا مقابلہ کھلے میدان میں کرنے کے بجائے خندق کھود کر کیا جائے۔ اس نئے عجمی طریقۂ جنگ کو سب لوگوں نے پسند کیا اور ایک لمبی خندق کھود لی گئی۔ خندق کھودنے میں آپ بھی بہ نفس نفیس شریک رہے۔ یہ خندق دشمنوں کی اس بڑی تعداد کے سامنے مدینہ کی حفاظت کے لیے اگرچہ ناکافی تھی، لیکن مسلمانوں کے لیے اس نے ڈھال کا کام دیا۔ جب دشمن کی فوج قریب آگئی تو آپ نے عورتوں کو محفوظ مقام پر بھیج دیا اور ان کی نگرانی کے لیے دو سو صحابہ کو مامور کر دیا کہ اندرونی فتنے سے یہ لوگ محفوظ رہیں، پھر تین ہزار (۳۰۰۰) افراد پر مشتمل فوج کو لے کر آگے بڑھے اور 'سلع' کی پہاڑی کو پشت پر رکھ کر صف آرا ہو گئے۔ کئی دنوں تک فوج آمنے سامنے رہی، مگر مقابلہ آرائی کی نوبت نہ آئی۔ چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوتی رہیں، وہ بھی شام ہوتے رک جاتیں۔ اس دوران میں خاص طور سے مسلمانوں کو خورد و نوش کی کمی لاحق ہونے لگی، ٹھنڈک کی وجہ سے وہ بے حال ہو رہے تھے، بڑی بے چینی کا عالم تھا۔ مسلمانوں کے اس کرب کا ذکر سورۂ احزاب میں موجود ہے۔

ادھر بنی قریظہ نے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا اور قریش کے ساتھ ہو گئے۔ اب گویا ایک طرح سے دشمنوں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اعلیٰ جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے حضرت نعیم بن مسعودؓ کو، جن کا ایمان ابھی لوگوں پر ظاہر نہ ہوا تھا، قریش اور یہودیوں کے علاوہ قبیلۂ غطفان کے درمیان بھیجا تا کہ وہ اپنی گفتگو سے ان کو ایک

دوسرے کا مخالف بنادیں۔ حضور کی یہ ترکیب کارگر ہوئی اور حملہ آور گروہ کے اندر انتشار پیدا ہوگیا اور ان کے حوصلے پست ہونے لگے۔ ۲۳ اسی دوران میں ایک رات اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی خوف ناک آندھی بھیجی کہ دشمن کے خیمے اڑ گئے اور ان کا سامان تتر بتر ہوگیا۔ اب ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ یہاں سے راہ فرار اختیار کریں۔ اس طرح مسلمانوں کو اس اعصابی جنگ میں کامیابی ملی۔ اسی کے ساتھ ان گروہوں کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا جو اب تک خفیہ طور سے مسلمانوں کے دشمن بنے ہوئے تھے۔

بنی قریظہ کی غداری کا انجام

بنی قریظہ غزوۂ خندق تک مسلمانوں کے معاہد اور حلیف تھے، لیکن عین لڑائی کے وقت انھوں نے غداری کی اور قریش کا ساتھ دیا۔ اس کی تادیب کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محاصرہ کی طوالت اور سختی کی بنا پر وہ مجبور ہوئے کہ ہتھیار ڈال دیں۔ اس موقع پر انہوں نے ہی یہ تجویز رکھی کہ سعد بن معاذؓ ان کے حق میں جو فیصلہ کریں گے، وہ انھیں منظور ہوگا۔ حضرت سعدؓ نے بنی قریظہ کے جرم کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے اور توریت کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ سنایا کہ قابل جنگ مردوں کو قتل کردیا جائے، ان کے اموال بانٹ دیے جائیں اور بچوں کو قید کرلیا جائے۔ ۲۴

صلح حدیبیہ۔ فتح مبین

اعدائے اسلام، اپنی منظم کوشش کے باوجود غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ اب قریش مکہ کے اندر آگے بڑھ کر مسلمانوں سے نبرد آزمائی کی سکت نہ رہی اور بہ ظاہر وہ کوئی بڑی جنگ برپا کرنے کی پوزیشن میں نہ رہے۔ اس طرح مسلمانوں کی پوزیشن بڑی حد تک مستحکم ہوگئی۔ انہی دنوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کو خواب میں اطلاع دی کہ عن قریب آپ اپنے اصحاب سمیت مکہ میں داخل ہوں گے اور مراسم حج ادا کریں گے۔ جب آپؐ نے اس اطلاع غیبی کا تذکرہ اپنے صحابہ سے کیا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آپؐ نے مدینہ کے اردگرد کے قبائل میں جو مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے، خبر بھجوادی کہ ہم عمرہ کے ارادہ سے نکل رہے ہیں۔ جو میرے ساتھ چلنا چاہے، تیار ہوجائے۔ اس اعلان کے نتیجے میں بہت سے لوگ تیار ہوگئے۔ چنانچہ آپ عمرہ کی غرض سے چودہ سو صحابہ کو ساتھ لے کر یکم ذی قعدہ ۶ ھ کو مدینہ سے نکلے۔ آپ نے تلوار کے علاوہ کوئی جنگی سامان نہ لیا، تلوار بھی نیام میں تھی۔ یہی حکم دوسرے لوگوں کے لیے بھی تھا۔ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش مسلمانوں کو دیکھ کر جنگ کے لیے سامنے نہ آجائیں، یا بیت اللہ میں جانے سے روک نہ دیں۔ اس لیے آپؐ نے ظاہری علامت کے طور پر قربانی کے جانوروں کو ساتھ رکھا اور احرام باندھ لیا، یہاں تک کہ آپؐ حدیبیہ پہنچ گئے۔ ۲۵

قریش کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو انہیں بہت شاق گزرا۔ وقت یہ تھی کہ زیارت بیت اللہ سے کسی کو روکا نہیں

جاسکتا، نیز ماہ حرام میں جنگ وقتال ممنوع ہے۔ دوسری طرف اگر وہ مسلمانوں کو خانہ کعبہ کی زیارت کرلینے دیتے، تو اس کے معنیٰ یہ لیے جاتے کہ قریش میں اب اتنی بھی طاقت نہ رہی کہ وہ اپنے دیرینہ دشمن کو زیارتِ کعبہ سے روک سکیں۔ چنانچہ قریش مکہ نے بڑے غور وفکر کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا کہ جس طرح بھی ہوسکے آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے، جب کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ جنگ کی نوبت کسی طرح نہ آنے پائے۔ (الفتح:۲۶) اس لیے دونوں طرف سے وفود آنے جانے لگے، بالآخر دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوئی، اس کی اہم دفعات درج ذیل تھیں:

۱۔ فریقین دس سال تک جنگ نہ کریں گے۔ اس اثنا میں لوگ امن کی زندگی بسر کریں گے۔

۲۔ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں، اگلے سال آئیں تو تین روز مکہ میں قیام کریں گے، تلوار نیام میں ہوگی ،اس کے سوا کوئی اور ہتھیار نہیں ہوگا۔

۳۔ محمد [ﷺ] کے ساتھیوں میں جو شخص حج، عمرہ یا تجارت کے لیے مکہ آئے گا، وہ قریش کی امان میں ہوگا اور قریش کا کوئی فرد مصر یا شام بہ غرض تجارت جاتے ہوئے مدینہ سے گذرے گا تو اس کی جان ومال کو تحفظ حاصل ہوگا۔

۴۔ اگر قریش کا کوئی فرد اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر مدینہ چلا جائے تو محمد [ﷺ] اسے واپس کرنے کے ذمہ دار ہوں گے، لیکن ان کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی بھاگ کر مکہ آتا ہے تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

۵۔ اہل عرب فریقین میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں، کرسکتے ہیں۔ ۲۶

حضورؐ نے صلح کے بعد حدیبیہ میں ہی قربانی کے جانور ذبح کیے اور سر کے بال منڈوائے۔ قرآن کریم نے اس صلح کو فتح مبین قرار دیا۔ (الفتح:۱۸) آپؐ خانہ کعبہ کی زیارت کیے بغیر مدینہ واپس آگئے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ صلح کے لیے فریقین کی جانب سے جب سفیر آنے جانے لگے تو مسلمانوں نے قریش کے کسی سفیر پر کوئی زیادتی نہیں کی، جب کہ مسلمانوں کے نمائندے قریش کے پاس جاتے تو انہیں پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کو مختصر وقت کے لیے نظر بند کردیا گیا اور خبر مشہور کردی گئی کہ وہ قتل کردیے گئے ہیں۔ جب یہ خبر مسلمانوں کے پاس پہنچی تو انہوں نے بدلہ لینے کے لیے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے بیعت رضوان ہوئی۔ مگر بہت جلد انہیں چھوڑ دیا گیا، اس طرح جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ معاہدہ بہ ظاہر دب کر کیا تھا، اس سے بعض صحابہ بھی وقتی طور پر خوش نہ تھے، مگر جب ان پر اس معاہدہ کے دوررس اثرات کا راز منکشف ہوا تو ان کا ذہنی کرب اور اضطراب زائل ہوگیا۔ چنانچہ اس معاہدہ کی معنویت اور اس کے دوررس اثرات کی وضاحت کرتے ہوئے 'رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ' کے مصنف پروفیسر محمد

صدیق قریشی لکھتے ہیں:

"بادی النظر میں معاہدہ کی شرائط مسلمانوں کے لیے ہتک آمیز معلوم ہوتی ہیں، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خارجہ تعلقات کی تاریخ میں اس سے افضل نمونہ ملنا دشوار ہے۔ یہ معاہدہ آپ کی بے نظیر ذکاوت کا آئینہ دار ہے۔ آپؐ کے ساتھ جاں نثاروں کی ایک فوج تھی، عارضی طور پر قوت میں توازن بھی پیدا ہو چکا تھا، لیکن قریش ابھی تک طاقت ور تھے۔ علاوہ بریں یہودیوں سے مسلمانوں کا معاہدہ منسوخ ہو چکا تھا۔ حکومت مدینہ بتدریج قریش کے شامی تجارت کے راستے منقطع کر کے ان کی اقتصادی حیثیت کو کمزور کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے جانبین کم از کم تھوڑی دیر کے لیے صلح کے خواہاں تھے۔ اگر اس وقت آپ بھی جذبات سے کام لیتے ہوئے فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہونے کے لیے عملی اقدام کرتے تو زبردست خوں ریزی ہوتی۔ قریش کو عرب قبائل پر یہ ثابت کرنے کا بہانہ مل جاتا کہ مسلمان حرمت والے دنوں میں بھی لڑائی سے باز نہیں آتے۔ مفتوح قبائل میں انتقام کا جذبہ شدت سے پیدا ہوتا اور اس طرح جنگوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا جو آپؐ کے رحمت للعلمین ہونے کے منافی ہوتا۔ اس لیے معاہدے کی جان ہی التوائے جنگ ہے۔ اس سفر میں آپ نے غیر مسلموں کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا تھا، جس کا مقصد یہ تھا کہ اگر قریش نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو اہل عرب میں سے نہ ہی کوئی ان کی حمایت کرے گا اور نہ ہی کوئی مسلمانوں کی مخالفت۔ آپ کا مکہ کی جانب یہ سفر ذیقعدہ کے مہینہ میں ہوا تھا جس میں بین القبائلی قانون کے مطابق عرب اپنے سخت ترین دشمن بلکہ قابل قصاص ملزم کو بھی حرم کی زیارت سے نہیں روکتے تھے اور اس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ لیکن قریش نے نہ صرف بین القبائلی قانون کی خلاف ورزی کی بلکہ مسلمانوں پر چند سرکشوں نے حملہ بھی کیا۔ اس طرح آپ کی بصیرت نے قریش کو اہل عرب کی نظروں سے گرا دیا جو مسلمانوں کے اس لیے ہم نوا ہو گئے کہ ان کی تلوار تو نیام میں ہیں، قربانی کے جانور ان کے ساتھ ہیں اور احرام زیب تن کیے ہوئے ہیں لیکن مکہ کے دروازے ان پر بند ہیں۔ یہ سفر مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی نوعیت کا بھی حامل تھا۔ اسی لیے یہ قریش کے لیے ایک بھاری چیلنج بن گیا۔" [۲۷]

فتح خیبر کے بعد یہودیوں کے فتنہ سے نجات ملی

غزوۂ خندق میں خیبر کے یہودیوں نے اہم کردار ادا کیا تھا اور انہی کی شہ پر قریش نے جنگ برپا کی تھی، نیز

ان لوگوں نے عین حالت جنگ میں بنی قریظہ کو عہد شکنی کی ترغیب دی تھی اور اس فیصلہ کن جنگ میں قریش کا ساتھ دینے لیے راضی کیا تھا۔ طرفہ تماشا یہ کہ وہ آئے دن مدینے کے مسلمانوں کو راستے میں ستاتے اور ان پر چھاپا مارتے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے ایک بڑی جنگ کی تیاری بھی شروع کردی تھی۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی سرکوبی ضروری سمجھی۔ آپؐ نے چودہ سو (۱۴) سو صحابہ کو لے کر ۷ ھ کی ابتداء میں ان پر حملہ کیا اور اتنی عمدہ حکمت عملی اختیار کی کہ بنی غطفان اور خیبر کے یہودیوں میں دراڑ پڑ گئی اور کوئی ایک دوسرے کی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ مسلمانوں نے خیبر کا سخت محاصرہ کیا۔ یکے بعد دیگرے یہودیوں کے قلعے فتح ہوتے گئے۔ آخر میں ایک قلعہ فتح نہیں ہو پا رہا تھا تو ایک دن علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دیا گیا، ان کی جواں مردی سے وہ بھی فتح ہو گیا۔ رسول ﷺ نے یہود کا پانی بند کردیا اور وہاں پہرے بٹھا دیئے، تا کہ وہ مجبور ہو کر محاصرہ اٹھالینے کی بات کریں۔ مجبور ہو کر یہود کے سردار نے صلح کا پیغام بھجوایا، جسے حضورؐ نے منظور کیا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا جو بنی نضیر کے متعلق کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے حضور سے یہ درخواست کی کہ ہمیں یہاں سے نہ نکالا جائے، ہم اپنی کاشت کا نصف حصہ آپ کو دیتے رہیں گے۔ نبی ﷺ نے بہ تقاضائے مصلحت اسے منظور کرلیا، البتہ صلح میں یہ بات بھی شامل کردی کہ یہ صلح ہمیشہ کے لیے نہیں ہے، ہم جب چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ خیبر میں تقریباً اٹھارہ (۱۸) یا اس سے کچھ زیادہ مسلمان شہید ہوئے اور یہود کے ترانوے (۹۳) جواں مرد موت کی آغوش میں پہنچے۔ باوجود صلح کے یہود اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور بڑی چالاکی سے حضورؐ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ سلام بن مشکم کی بیوی نے آپ کی دعوت کی۔ گوشت میں اس نے زہر ملا دیا۔ نبی ﷺ نے اس کا کچھ حصہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ اندازہ ہو گیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، اس لیے آپ نے اسے اگل دیا۔ اس طرح آپ کی جان تو بچ گئی، مگر آپ کے ایک صحابی نے اسے کھالیا تھا، جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ ۲۸ لیکن آپؐ ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرتے ہوئے واپس آئے۔ ۲۹

غزوۂ موتہ

صلح حدیبیہ کے بعد آپؐ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط ارسال کیے۔ اس پر ملا جلا ردعمل ہوا۔ انہی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ حاکم بصریٰ (جو عیسائی تھا) کے نام ایک خط بھیجا۔ اسے حارث بن عمر ازدیؓ لے کر گئے تھے۔ انہیں شام کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے پکڑ کر قتل کردیا۔ سفیروں کا قتل کرنا انتہائی سنگین جرم تھا۔ اس حادثہ کی خبر نبی اکرم ﷺ کو ہوئی تو آپؐ پر غیر معمولی اثر ہوا۔ اس کے تدارک کے لیے آپؐ نے تین ہزار (۳۰۰۰) صحابہ کو تیار کیا اور زید بن حارثہؓ کو اس کا سپہ سالار بنا کر 'غزوہ موتہ' کے لیے روانہ فرمایا۔ آپ کو دشمن کی طاقت کا پوری طرح اندازہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فوج کو ہدایت فرمائی: اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ کو سالار بنا

لیا جائے اور اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کو سالار بنایا جائے اور اگر یہ بھی مارے جائیں تو اپنی فوج میں سے جس کو چاہو اپنا سپہ سالار مقرر کر لو۔ ۳۰

جب اسلامی لشکر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا حجاز سے متصل شامی علاقے 'معان' پہنچا تو یہیں اس کی اطلاع شرحبیل کو ہوئی۔ وہ ایک لاکھ کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کی فوج کی تعداد صرف تین ہزار (۳۰۰۰) تھی۔ اس جم غفیر کے سامنے مسلمانوں کی ہمت پست ہونے لگی اور وہ کش مکش میں مبتلا ہو گئے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بالآخر عبداللہ بن رواحہؓ کی اثر دار تقریر کے بعد طے پایا کہ مقابلہ کیا جائے۔ جنگ میں تینوں سپہ سالاروں کی یکے بعد دیگرے شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور فوجی حکمت عملی کے ساتھ مسلم لشکر کو بچا کر واپس لے آئے۔ اس جنگ میں بارہ (۱۲) کبار صحابہ نے شہادت پائی، جب کہ بڑی تعداد میں دشمن کے لوگ مارے گئے۔ ۳۱

فتح مکہ: مسلمانوں کی کامیابی کا شاندار مظاہرہ

صلح حدیبیہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ ''دس سال تک جنگ نہ ہوگی، جو قبائل محمد [ﷺ] کے حلیف بن جائیں اور جو قبائل قریش سے ملنا چاہیں وہ ان سے مل سکتے ہیں۔'' اس دفعہ کی بنیاد پر بنی خزاعہ مسلمانوں سے اور بنو بکر قریش سے مل گئے۔ معاہدہ میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اگر کوئی قبیلہ دوسرے پر زیادتی یا حملہ کرتا ہے تو خود اس فریق پر حملہ اور زیادتی سمجھی جائے گی۔ ابھی معاہدہ کو دو سال بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ بنو بکر نے برسوں کی پرانی رنجش کا بدلہ لینے کے لیے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا، جو مسلمانوں کے حلیف تھے۔ اس حملے میں قریش کے بڑے بڑے لوگوں نے بنی بکر کا ساتھ دیا اور ان کو ہتھیار فراہم کیے۔ خزاعہ کے لوگوں کو بری طرح کچلا، یہاں تک کہ یہ لوگ بھاگ کر خانہ کعبہ میں پہنچے، مگر وہاں بھی ان کے ساتھ بے رحمی کا معاملہ کیا گیا۔ ان مظلوموں میں سے کچھ لوگ اپنی جان بچا کر مدینہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم و زیادتی کا ذکر کیا۔ اب قریش کو ہوش آیا کہ واقعی ہم نے معاہدہ شکنی کر کے ایک سنگین جرم کیا ہے۔ چنانچہ تجدید معاہدہ کے لیے ابوسفیان مدینہ پہنچے، مگر انھیں کامیابی نہ ملی اور نامراد لوٹنا پڑا۔

اب حضور اکرم ﷺ کے لیے ضروری ہو گیا کہ قریش مکہ کے جرم کی بنا پر ان پر حملہ کریں اور اس ناسور کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں، یا اس طرح دبا دیں کہ پھر وہ آئندہ ایسی کوئی غلطی نہ کریں۔ چنانچہ آپ نہایت رازدارانہ طریقے سے دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابوسفیان راستہ میں آ کر آپؐ سے ملے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مختلف تدابیر اور حکمت عملی سے کام لے کر حضور مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی فوج کو دیکھ کر سارا مکہ مبہوت ہو گیا، کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ رہی۔ یوں حضور اکرم ﷺ بغیر کسی جنگ و جدال کے فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت سارا مکہ آپ کے سامنے صف بستہ کھڑا تھا اور اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا۔ اہل مکہ انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ آج کے دن حضور

ہمارے حق میں کون سی سزا سناتے ہیں۔ آپ نے سب پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا: "آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، تم سب آزاد ہو"۔ اس فتح کے ساتھ ہی پورے عرب کی سیاسی قیادت آپ کے ہاتھوں میں آ گئی۔ ۳۲؎

معرکۂ حنین میں مسلمانوں کی کامیابی

فتح مکہ کے نتیجے میں اسلام کو جو غلبہ حاصل ہوا، اس کا مخالفانہ ردعمل مکہ کے قرب و جوار میں رہنے والے بڑے بڑے قبائل میں ہوا۔ ان میں ہوازن اور ثقیف بھی تھے۔ کچھ دوسرے قبائل نے بھی جنگ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ لوگ ہوازن کے سردار مالک بن عوف کی قیادت میں آگے بڑھے۔ انھوں نے اس جنگ میں اپنی عورتوں، بچوں اور مال و دولت کو ساتھ لیا اور اوطاس کے مقام پر اترے۔

حضور کو اس جنگی کارروائی کی اطلاع ملی تو مکہ کے دو ہزار لوگوں کو، جن میں اکثریت نومسلموں کی تھی اور مدینہ کے دس ہزار کے لشکر جرار کو جو آپ کے ساتھ مکہ آیا تھے، لے کر مکہ سے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے اور حنین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ مسلمان دشمن کی چال اور اس کے وجود سے بے خبر تھے کہ اچانک صبح کے اندھیرے میں دشمن نے تیروں کی بارش کر دی اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس طرح اچانک حملہ کی وجہ سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ جب حضور نے مسلمانوں کو ادھر ادھر بھاگتے اور منتشر ہوتے ہوئے دیکھا تو انہیں آواز لگائی اور اپنی طرف بلایا۔ سو (۱۰۰) کے قریب صحابہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اب تم ان پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑو۔ خود حضورؐ نے زمین سے کچھ کنکر اٹھائے اور انھیں دشمن کی طرف پھینکا۔ اس کے بعد جنگ کا نقشہ بدل گیا، دشمن پیچھے ہٹنے لگے۔ گویا کہ ہاری ہوئی جنگ کو حضور نے اپنی دور اندیشی اور اللہ کی نصرت سے جیت لیا۔ شکست کھا کر جو لوگ میدان سے بھاگے، صحابہ کرام نے ان کا دور تک پیچھا کیا۔ اسی تعاقب میں حضرت ابو عامر اشعریؓ شہید ہو گئے اور بعض دوسرے صحابہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ ۳۳؎

تسخیر طائف کے ساتھ مکہ کے اسلام دشمن عناصر کا خاتمہ

ثقیف کے بیش تر لوگ شکست کھا کر بھاگے تو طائف کے قلعوں میں پہنچ کر پناہ لی اور شہر کی فصیل کو بند کر لیا اور اندر ہی اندر ایک بڑی جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ رسولؐ حنین سے فارغ ہوئے تو پہلے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک ہزار پر مشتمل فوجی دستہ کو روانہ کیا کہ وہ جا کر طائف کا محاصرہ کر لیں۔ بعد میں آپ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ طرفین سے روزانہ تیر اندازی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ حضورؐ نے دشمن کے زور کو توڑنے کے لیے منادی کرا دی کہ جو غلام قلعہ سے نکل کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان پر بیس سے کچھ اوپر غلام قلعہ سے نکل کر آئے اور مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے۔ جب محاصرہ نے طول پکڑا اور قلعہ فتح ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو آپؐ نے نوفل بن معاویہ سے مشورہ

کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے اور کیسے ان پر قابو پایا جائے۔اس پر نوفل بن معاویہ نے مشورہ دیا: یارسول اللہ! لومڑی اپنے بل میں ہے۔اگر آپ ٹھہرے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں گے تب بھی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔نوفل کی بات سننے کے بعد نبیؐ نے محاصرہ اٹھالیا اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس جعرانہ چلے آئے۔اس محاصرۂ طائف میں بارہ کبار صحابہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور ایک صحابی شدید زخمی ہوئے جو اس واقعہ کے چند روز بعد انتقال کر گئے۔بے شک اس جنگ میں کثیر اموال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔مگر بعد میں ہوازن کے لوگوں نے اپنی مفلوک الحالی اور کس مپرسی کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔صحابہ میں منقسم مال غنیمت کو ان کی اجازت سے ان لوگوں کو دے دیا۔۳۴

روم کے عیسائیوں سے معرکہ آرائی

مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثرات اور جنگوں میں ان کی کامیابی کو دیکھ کر سرزمین عرب سے متصل بعض علاقے جو اب تک حدود اسلامیہ میں داخل نہ ہوئے تھے، ان کو اپنے وجود کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا۔انہی میں ایک ملک روم بھی تھا۔اس نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔حضور کو رومیوں کی تیاری کی خبر ملی تو آپ کو فکر لاحق ہوگئی۔ابھی چند ماہ قبل مسلمان سخت محاربہ کے بعد لوٹ کر مدینہ آئے تھے، نیز شدید گرمی کا زمانہ تھا۔ایسے وقت میں جنگ کے لیے اتنا طویل اور سخت ترین سفر دشوار تھا۔اس کے باوجود آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ رومیوں کی فوج مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے، اس لیے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ نکل پڑو۔

جب تیس ہزار کا لشکر تیار ہو گیا تو نبی ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ یا سباع بن عرفطہؓ کو مدینہ کا گورنر مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو اپنے اہل خانہ کی دیکھ بھال کے لیے مامور فرما کر مدینہ سے نکلے۔اسلامی لشکر صبر واستقلال کے ساتھ اور راستے کی تمام صعوبتیں برداشت کرتا ہوا تبوک پہنچا۔آپؐ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے ایسی موثر تقریر کی کہ ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ مر مٹنے کو تیار ہو گئے۔جب رومیوں کو مسلمانوں کے جوش وجذبہ اور عزائم کا اندازہ ہوا تو وہ میدان چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔چنانچہ آپؐ نے ان علاقوں میں پھیلے ہوئے عیسائی عربوں مثلاً ایلہ، اذرح، تیما، دومۃ الجندل والوں سے صلح کے معاہدے کیے اور واپس کامیاب وکامران لوٹے۔۳۵

حرف آخر

یہ تھی ان معروف اور بڑی جنگوں کی تفصیل، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں اقدام کس نے کیا۔مسلمانوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے، لیکن دشمنان اسلام کو اپنی طاقت پر غرور تھا، اس لئے وہ آخر تک اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے بنے رہے۔جب کہ مسلمانوں کے حوصلے بھی پست نہ

تھے۔ جب حوصلہ اور طاقت کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو عموماً حوصلہ مند گروہ کو کامیابی ملتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسلمان اللہ کی مدد سے ہر جگہ کامیاب و کامران ہوئے۔ اس کے نتیجے میں بعض جنگوں میں بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ ایسا دنیا کے ہر ملک میں ہوتا ہے کہ جب دشمن پر فتح ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں نہ صرف قیدی ہاتھ لگتے ہیں، بلکہ ان کا مال واسباب بھی قبضے میں آجاتا ہے۔ کیا ایسے موقع پر کوئی فاتح قوم ان اموال سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی اس کامیابی کو مغرب لوٹ مار سے تعبیر کرتا ہے اور اسے جبراً اسلام پھیلانے کا زینہ قرار دیتا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ الزام لگانے کے بجائے اپنے فساد ذہنی کی اصلاح کرے، پھر ان جنگوں سے متعلق کوئی اشکال نہ رہے گا۔ مستشرقین میں سے بعض کی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا اعتراف ہے کہ عہد نبوی کی تمام جنگیں مبنی بر انصاف تھیں اور حضورؐ اور آپ کے اصحاب نے ہمیشہ صلح کو ترجیح دی۔ مگر کفار و مشرکین نے اپنی طاقت کے سامنے اسلام کی طاقت کو لائق اعتنا نہ سمجھا، اس لیے انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ بقول ڈاکٹر مصطفی السباعی:

> ''اگر مدینہ کے دس سالہ دور پر سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ پورا عرصہ انتھک جدوجہد اور پیہم جہاد و مغازی پر مشتمل ہے۔ آپ کو اس وقت تک جنگی لباس اتارنے کا موقع نہ ملا جب تک کہ آپ کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل پورا عرب زیر نگیں نہ ہو گیا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اس دنیا میں جو مسلسل عداوتوں، ظلم و ستم اور سازشوں کا شکار ہوتا رہتا ہے، وہ منتقم المزاج بن جاتا ہے اور جب میدان کارزار میں پہنچتا ہے اور ایک دفعہ تلوار اٹھا لیتا ہے اور قتل و مقاتلہ کرتا ہے تو اس کی طبیعت ہی خون آشام بن جاتی ہے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ تمام لڑائیوں کے دوران حضورؐ کے اخلاق کیسے رہے؟ اور آپ نے اسلامی تہذیب کے جن جنگی اصولوں کا اعلان فرمایا تھا ان کو کس طرح عملی جامہ پہنایا۔''۳۶

☆☆☆

حواشی و مراجع

۱ جرجی زیدان، تاریخ تمدن اسلام (اردو ترجمہ)، فرید بک ڈپو، دہلی، ۲۰۰۷ء، ص: ۵۴

۲ ڈاکٹر عبدالعلیم، سیرۃ النبی اور مستشرقین، مطبوعہ لکھنو، ۲۰۰۰ء، یہ کتاب 'ولہاوزن' کے ایک طویل مقالہ 'محمد' کے کچھ حصے کا ترجمہ ہے۔ یہ پورا مقالہ 'انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا' میں شامل ہے۔

۳ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۳ء، ج:۱، ص: ۲۲۰، ص: ۲۲۲

۴ ابو محمد عبدالملک بن ہشام، سیرۃ النبی، مطبعۃ حجازی، قاہرہ، ۱۹۳۷ء، ج:۲، ص: ۱۱۹-۱۲۰

۵ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفئی والامارۃ، باب خبر النضیر

۶۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ

۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاول پور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء، ص: ۲۶۳

۸۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج:۱، ص: ۹۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج:۱، ص: ۲۲۲ (اضافہ از سید سلیمان ندوی)

۱۰۔ ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی، اسلام، پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۲۴

۱۱۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص: ۲۳۸ ۱۲۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص: ۲۴۱

۱۳۔ اسلام، پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، ص: ۳۰۱

۱۴۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ غزوۃ بدر ۱۵۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۲، ص: ۲۴۴

۱۶۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص: ۲۵۴ ۱۷۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص: ۴۲۲-۴۲۳

۱۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفئی والامارۃ، باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص: ۴۲۶

۱۹۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۲، ص: ۴۲۸ ۲۰۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۳، ص: ۱۰

۲۱۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص: ۱۸۵-۱۹۳ ۲۲۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص: ۲۳۰

۲۳۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص: ۲۴۷-۲۴۸ ۲۴۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص: ۲۵۸-۲۵۹

۲۵۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص: ۳۵۶ ۲۶۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام ج:۳، ص: ۳۵۷

۲۷۔ پروفیسر محمد صدیق قریشی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ، تاج کمپنی ترکمان گیٹ، دہلی، ۱۹۸۵ء، ص: ۲۰۳-۲۰۴

۲۸۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب الشاۃ التی سمت للنبی بخیبر۔ مسند احمد، ج:۲، ص: ۴۵۱۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۳، ص: ۳۹۰

۲۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر باب الدعاء للمشرکین بالہدی لیتألفہم

۳۰۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتہ من ارض شام

۳۱۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۳، ص: ۴۴۷ ۳۲۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام،، ج:۴، ص: ۱۰-۳۲

۳۳۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۴، ص: ۸۷ ۳۴۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۴، ص: ۱۳۱-۱۳۷

۳۵۔ سیرۃ النبی، ابن ہشام، ج:۴، ص: ۱۷۳

۳۶۔ ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو (اردو ترجمہ) مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۳۵

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ کی نئی علمی اور تحقیقی پیشکش

اسلامی حکمرانوں کے اوصاف واخلاق

حضرت مولانا عبدالباقی حقانی

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ضخامت: 425 قیمت 250 روپے

کل پاکستان انعامی تحریری مقابلہ مقالہ نویسی

بعنوان: "تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے عصری مباحث اور تقاضے"

اسداللہ ساقی 'تحریک تحفظ ختم نبوت' جڑانوالہ فیصل آباد

رابطہ نمبر 03333314142-03006536677

khatmenabuwatjrw@gmail.com